درس ترمذی شریف

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی

ضبط و ترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

نظامِ اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذیؒ کی جامع السنن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجأ فی فضل اطعام الطعام

کھانا کھلانے کی فضیلت

حدثنا یوسف بن حماد ثنا عثمان بن عبدالرحمان الجمعی عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرةؓ عن النبی ﷺ قال افشوا السلام و اطعموا الطعام و اضربوا الهام تورثوا الجنان وفی الباب عن عبدالله بن عمروؓ وابن عمرؓ وانسؓ و عبدالله بن سلامؓ وعبدالرحمٰن بن عائشؓ و شریح بن ھانیؓ عن ابیه هذا حدیث حسن صحیح غریب من حدیث ابی هریرةؓ۔ ترجمہ : یوسف بن حماد عثمان بن عبدالرحمان الجمعی سے روایت کرتے ہیں کہ اور وہ محمد بن زیاد سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت ابو ہریرہؓ اور آپؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا سلام کو پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور کافر کی کھوپڑی مارو' جہاد کرو تو جنت کے وارث بن جاؤ گے۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور عبداللہ بن عمرؓ، حضرت انسؓ، عبداللہ بن سلامؓ، عبدالرحمان بن عائشؓ اور شریح بن ھانی (اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں) سے روایات مروی ہیں۔

حدثنا هناد ثنا ابو الاحوص عن عطاء ابن السائب عن ابیه عن عبدالله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ اعبدواالرحمان واطعموا الطعام وافشوا السلام تدخلوا الجنة بسلام۔ هذا حدیث حسن صحیح۔

ہناد ابو الاحوص سے اور وہ عطاء ابن السائب سے اور وہ اپنے باپ سے اور اس کا باپ عبداللہ

بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ اور عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رحمان کی عبادت کرو۔ لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔ اور سلام پھیلاؤ۔ تو جنت میں سلامتی سے داخل ہونگے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اوروں کو کھانا کھلایا کریں' ایسا نہ کرو کہ سب کچھ اپنے ہی پیٹ میں ڈالتے رہو۔ اسلام میں کھانا کھلانے کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے' احادیث کے ذخائر اس سے لبریز ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر بھی اسکو امت کے سامنے رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک گھر میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں آپ ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا' گزرتے وقت مجھے اشارہ فرمایا اور اپنے ساتھ ازواج مطہراتؓ میں سے کسی کے گھر لے گئے وہاں روٹی کی تین ٹکیاں اور سرکہ مل گیا۔ آپ ﷺ نے ایک ٹکیہ میرے سامنے رکھی اور ایک اپنے سامنے اور ایک کو آدھا کر کے نصف اپنے سامنے اور نصف میرے سامنے رکھی۔ کھانا کھلانے کے لئے آپ ﷺ نے ایک بڑا پیالہ رکھا ہوا تھا جسکو تین چار آدمی اٹھا کر لاتے تھے اور خصوصاً عید کے دن اسمیں ثرید بنا کر لوگوں کو کھلایا جاتا تھا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے لوگوں کو کھانا کھلانا غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ اس سنت پر عمل کرنے میں صحابہ کرامؓ کے واقعات تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

آج دنیا کی زندگی اس لئے جہنم بنی ہوئی ہے کہ دوسرے کو کھلانے کا کوئی تصور نہیں۔ آج ہم سب کچھ بینک میں جمع کرتے ہیں۔ ادخار' اکتناز اور سرمایہ دارانہ نظام کا یہی تصور ہے کہ اگر کل کی فکر نہ کی گئی تو بھوک سے مر جائیں گے۔ اس لئے ہم سب کچھ سمیٹے رہتے ہیں اور جمع کرتے رہے ہیں۔ جبکہ اسلام کہتا ہے دوسروں کو بھی کھلاؤ۔ کل کی آنی فکر مت کرو۔ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے' سب خزانے اسی کے ہاتھوں میں ہیں۔ رزق کا ذمہ اس نے لیا ہے۔

<u>سلام پھیلانا :-</u> افشوا السلام' افشا کا معنی ہے پھیلانا' ظاہر کرنا۔ عرب کہتے ہیں۔ فشا ای ظھر' تو جب ایک چیز پھیل جائے گی تو ظاہر ہو جاتی ہے' تو سلام کو پھیلائیں آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرنا اسلام کی بنیادی علامت ہے تو گویا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ہر چھوٹے بڑے مرد وزن اور اپنے پرائے سب کو کہنا چاہیے تم اس کو جانتے ہو یا نہیں' تا کہ ہر طرف سے سلام سلام ہی کی آواز

ہو۔ یہ کیسا عجیب معاشرہ ہوگا' اسلئیے کہ سلام روح ہے' سلام امن ہے' صلح اور خیر خواہی کا پیغام ہے اس میں تمہاری طرف سے مکمل طور پر مخاطب کے لئے وفاداری کا اعلان ہے اور وہ جواب میں وعلیکم السلام کہے کہ تمہارے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیاو آخرت اور دیگر امور میں خیر خواہی اور سلامتی ہو۔ کتنی جامع دعا ہے۔ دنیاوی تسلیمات کا موازنہ جب اسلامی سلام کے ساتھ کیا جائے تو اسلامی سلام کا کوئی جواب نہیں۔ دنیا میں رائج سلام محدود اور وقتی ہوتے ہیں۔ اس میں روح اور جامعیت نہیں ہوتی۔ اگر صرف سلام پر سوچا جائے تو یہی اسلام کی صداقت کیلئے کافی ہے۔

غیر اسلامی سلاموں کا موازنہ :-

یار لوگ کہتے ہیں کہ گڈ مارننگ کہ تمہارا صبح کا وقت اچھا ہو' گڈ ایوننگ کہ تمہاری شام اچھی ہو۔ دوپہر اور رات کا کوئی پتہ نہیں۔ عرب ظالموں نے بھی اپنی تہذیب چھوڑی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صبحک اللہ بالخیر یا صباح الخیر' گڈ مارننگ اور مسأ الخیر' گڈ ایوننگ کی ترجمانی ہے۔ ان سلاموں میں وہ ہمہ گیری نہیں۔ اسلامی سلام السلام علیکم کا مطلب یہ ہے کہ جملہ سلامتیں اللہ کی طرف سے آپ پر دنیاو آخرت' شب وروز' صبح وشام اور تمام امور میں نازل ہوں اور سلامتی بھی ہر چیز سے آئے۔ یہاں میرے والد ماجد حضرت شیخ الحدیثؒ فرمایا کرتے تھے۔ ہمارے پٹھان تو سلام کی بجائے بد دعائیں دیتے ہیں وہ بیچارا مزدوری کر رہا ہے۔ زمین میں ہل چلانے میں مشغول ہے' پسینے میں شرابور (ڈوبا) ہے' دیوار پر بڑے بڑے پتھر رکھ رہا ہے اور پشتون اسے کہتا ہے۔ ستڑے مشے۔ (تمہیں کبھی تھکان نہ ہو) اللہ تعالیٰ تمہیں ہر وقت اس مشقت میں مبتلا رکھے۔ اور تجھے تھکاوٹ نہ آئے حضرت مولانا صاحب یہاں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا کرتے تھے کہ پٹھان لوگ السلام علیکم نہیں کہتے بلکہ اس کی جگہ ستڑے مشے کہتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ تمہیں اس مصیبت سے نہ نکالے' پسینہ پسینہ رہے۔ تغاری ہمیشہ تیرے سر پر ہو' جب تھک جائے گا تو تو کام چھوڑ دیگا۔ تو اسطرح کہنے والا اسکو کہتا ہے کہ تم اس کام میں لگے رہو آج کل ستڑے راغلے کا رواج ہے۔ اس میں بھی وہ روح نہیں یعنی جو آیا وہ خیریت سے ہو اور جو نہ آیا ہو وہ خیریت سے نہ ہو۔ لہذا جب فارسی انگریزی' پشتو' اردو' وغیرہ زبانوں کے سلاموں کا السلام علیکم کیساتھ موازنہ کیا جائے تو فرق صاف معلوم ہو

جائے گا کہ السلام علیکم کتنا جامع اور عظیم کلام ہے اسلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنتیوں کو سلام کے کلمات کہے جائینگے۔ جنت کو دارالسلام کہا جاتا ہے۔ تحیتهم یوم یلقونه سلام۔ احلّنا دارالسلام جنت کا نام بھی سلامتی کا گھر رکھا گیا ہے۔سلام قولاً من رب الرحیم۔رب رحیم کا خیر مقدی کلمہ بھی سلام ہی ہوگا۔

سلام میں سبقت اور اہل مجلس سے معاہدہ : مجلس میں آتے ہی سلام کرنا چاہیے یہ اسلام کا پہلا سبق ہے' اس سے معاشرہ میں محبت والفت پیدا ہوتی ہے۔ دراصل یہ ایک معاہدہ ہے جو مجلس والوں سے کیا جاتا ہے کہ ہم تم سے عہدوپیان کرتے ہیں۔ کہ تم ہمارے جملہ شرور ونقصانات سے محفوظ رہوگے' اور یہاں جو ہمارا دو چار لمحوں کیلئے آپ لوگوں کے پاس بیٹھنا ہے وہ کسی جاسوسی مخبری یا ضرر کیلئے نہیں بلکہ خیر خواہی کیلئے ہے' تم لوگ مجھ سے کسی قسم کا خوف وہراس محسوس نہ کرو۔

اور جب مجلس سے جانا پڑے تو پھر سلام کرنا چاہیے' یہ بھی اس بات کا عہد ہے کہ میں مجلس کو امانت سمجھ کر اسکا لحاظ رکھوں گا' اسکے جملہ اسرار کو محفوظ رکھوں گا' کسی قسم کی غیبت' چغل خوری' بد خواہی وغیرہ کی توقع مجھ سے نہ کی جائے۔ گویا کہ آتے جاتے وقت سلام کرنے سے سامنے اور پیچھے سلامتی کا معاہدہ ہے۔

رعایت معاہدہ :- جب سلام کے ذریعے کسی سے معاہدہ کرلیا جائے تو پھر بدعہدی کرنا کسی صورت میں جائز نہیں۔ زبان کے جملہ اضرار سے محفوظ رکھنا چاہیے' صرف زبانی سلام کرکے دعویٰ کافی نہیں' اور یہی مسلم کامل کی علامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده۔ (الحدیث) یعنی مسلمان وہی شخص ہے جسکے ہاتھ پاؤں اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

اگر سلام کے امن وسلامتی کے ان اصول پر عمل کیا جائے تو ہمارے سارے جھگڑے اور اختلافات ختم ہوسکتے ہیں۔ مگر آجکل اسلامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے لوگوں میں اتنی نفرت' بدگمانی اور بد اعتمادی پیدا ہوچکی ہے ہم دوسری قوموں کے سامنے تو رام رام کا راگ الاپتے ہیں جبکہ حقیقت میں بغل میں چھری ہوتی ہے۔

آداب واحکام سلام : اسلام میں سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے سلام کرتے وقت لفظ السلام کو مقدم رکھا جائے اور جواب میں موخر رکھنا افضل ہے۔ لیکن اگر لفظ سلام کو جواب میں بھی مقدم رکھا گیا یعنی جواب دینے والے نے بھی السلام علیکم کہا تو ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ایسا کرنا بھی جائز ہے۔ اور اس پر صحیحین کی وہ روایت جس میں حضرت آدم علیہ السلام کا فرشتوں کو سلام کرنے اور فرشتوں کا السلام علیک ورحمۃ اللہ کہنے کا ذکر ہے دلالت کرتی ہے۔

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ سلام کو جمع کے صیغہ کیساتھ کرنا چاہیے اور اسی طرح جواب بھی وعلیکم السلام کے الفاظ کہہ کر دینا چاہیے لیکن واؤ کو اگر کسی وجہ سے حذف کیا گیا تو پھر بھی جواب ادا ہو جائیگا۔ اگر کسی مجلس میں ایک پوری جماعت داخل ہو رہی ہو تو مستحب یہ ہے کہ سب السلام علیکم کہیں اور سب ہی اسکا جواب دیں۔ اور اگر ایک شخص سلام کرے یا جواب دے تو بھی سلام یا جواب دینے کی ذمہ داری پوری ہو جائے گی۔ سلام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سوار پیدل چلنے والے پر اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والوں پر سلام کرے۔ حضرت ابو ہریرہؓ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔ یسلم الراکب علی الماشی والماشی علی القاعد والقلیل علی الکثیر (الحدیث) سوار پیدل چلنے والے اور پیدل چلنے والے بیٹھنے والوں پر اور کم زیادہ پر سلام کریں۔

سلام کرنے یا جواب دینے میں وبرکاتہ کے زیادہ الفاظ بڑھانا شرعاً منقول نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی انتہا ہوتی ہے اور سلام کی انتہا برکاتہ ہے۔ لہذا ان الفاظ کے علاوہ مزید الفاظ کہنا خلاف سنت ہے۔ اگر تم کو کوئی دوسرے کا سلام پہنچائے تو جواب دیتے وقت تم کو علیک وعلیہ السلام کہنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ میرے والد آپ ﷺ کو سلام عرض کرتے ہیں تو آپؐ نے جواباً فرمایا کہ علیک وعلی ابیک السلام۔

بعض مواقع پر سلام کرنا مکروہ ہے۔ علامہ ابن عابدین رد المختار میں ذکر کئے ہیں جن میں نمازی، قاری، ذاکر، محدث، خطیب، قاضی، موذن، مدرس، اجنبیات، شطرنج کھیلنے والے، کافر، برہنہ، بول وبراز کرنے والے، اور کھانا کھانے والے شامل ہیں۔

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ اگرچہ قاری قرآن پر سلام نہ کرنا مناسب ہے لیکن اگر کرلیا

گیا تو اسکو چاہیے کہ وہ اشارہ سے جواب دے اور اگر جواب کے کلمات کہہ دے تو تلاوت کیلئے دوبارہ اعوذباللہ کہنا پڑے گا۔ اسکا تعلق چونکہ مسلمان ہی سے ہے اسلئے کافر کو سلام کرنا جائز نہیں۔ لیکن اگر وہ سلام کرے تو اسکو جواب دیتے وقت صرف وعلیکم کہنا چاہیے کہ تم پر وہ کچھ ہو جسکے تم مستحق ہو۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ واؤ حذف کیا جائے یعنی صرف علیکم کہے مگر دوسرے علماء مثلاً امام نوویؒ وغیرہ نے دونوں کی اجازت دی ہے۔

تو اس لئے دنیا میں اسکو پھیلایا کریں ۔کافر چونکہ اسلام کا ازل سے دشمن ہے اس لئے انکو انہی کی زبان میں (ستڑے مشے) تم تھک نہ جاؤ سلام کیا کریں' انکو سلام نہ کیا کریں' اس لئے کہ اسکو سلام کرنا مسلمانوں کو بددعا کرنا ہے۔ البتہ ذمیوں کے احکامات اور اسکے آداب الگ ہیں انکے اپنے سلام ہیں جو بھی کافر تمہیں سلام کرے تو تم انکو مناسب الفاظ میں جواب دو کہ اللہ تمہیں ھدایت دے اور تمہارا حال درست فرمائے۔ یعنی اللہ تمہیں ایمان کی دولت سے نواز دے۔ حضور ﷺ انہیں والسلام علی من اتبع الھدیٰ کلمات سے مخاطب ہوا کرتے تھے' تو کچھ بدلہ ادا ہو جائے گا۔ اس لئے کہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہونا چاہیے۔ اب تو طلباً دیکھتے ہیں کہ استاد اور مہتمم سلام کرنے میں پہل کرتا ہے یا نہیں۔ بزرگوں کے ہاں استاد کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ سلام میں پہل کرے اور زیادہ سے زیادہ اجر وثواب حاصل کرے۔ اس لئے کہ زیادہ ثواب اسکے لئے ہے جو سلام میں پہل کرے جواب دینے والا دوسرے درجہ میں ہے۔

اکابرین کی تواضع :- والد محترم حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علیؒ صاحب بڑے دبدبے والے انسان تھے۔ لوگ آپکو سلام کرنے میں پہل کرنے کے لئے شرطیں لگایا کرتے تھے کہ آج ہم سلام میں پہل کرلیں گے۔ آپ کا اتنا رعب تھا کہ طلبا اور اساتذہ آپ کی بیٹھک کے قریب بھی آہستہ سے گذرتے تھے کہ ہمیں دیکھ نہ لیں لیکن جب دار العلوم آتے تھے تو کوئی بھی آپ کو سلام میں پہل نہیں کرسکتا تھا۔ حتیٰ کہ آپ کسی کم عمر طالب علم کو بھی سلام کرنے میں پہل کرتے تھے۔ یہ تو متکبرین مغرور اور فراعنہ کا طریقہ ہے کہ دوسرے کے سلام کا منتظر ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کبھی کبھی بازار کو نکلتے تھے اور بغیر خریداری کے

واپس ہو جاتے۔ خدام پوچھتے کہ حضرت آپؒ نے کچھ بھی خریداری نہیں کی۔ اور بغیر کچھ لئے ہوئے واپس آگئے۔ تو آپؒ فرماتے تھے کہ میں صرف اس نیت سے بازار گیا تھا کہ بہت لوگوں کو سلام کروں اور وہ جواب میں میرے لئے وعلیکم السلام کہہ کر سلامتی رحمت اور برکت کی دعا دیں۔

اسلام عجیب مذہب ہے :- اسلام دوستوں، رشتہ داروں کیلئے سراپا محبت و اخلاص ہے۔ اسلام خود بھی نرمی کی تعلیم دیتا ہے کہ لوگوں کو سلام کرو، انکو کھانا کھلاؤ۔ انکی دعوت کرو، تو اس سے معلوم ہوا کہ گویا اس قوم میں کوئی سختی نہیں تو اس جملے سے اسلام اعتدال پیدا کرتا ہے کہ اسلام نرم لوگوں کیلئے نرم اور سخت لوگوں کیلئے سخت ہے۔ گاندھی کا مذہب نہیں کہ کوئی آدمی ایک تھپڑ دے تو دوسرا گال بھی اسکے آگے کر دو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنی امت کو اس بات کی تلقین کرتے تھے کہ تم کوئی سختی نہیں کرو گے جب کوئی تمہیں ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال اسکے آگے کر دو۔

اہنسا، یعنی عدم تشدد بھی ایک مذہب ہے اسلام میں اسکی کوئی گنجائش نہیں اسلام میں کافر کے ساتھ بلاوجہ سختی کی گنجائش نہیں اسلئے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ نبی الملحمۃ بھی ہیں اور نبی الرحمۃ بھی۔ جنگ میں ہر کسی کیلئے بہت سخت ہے اور امن میں ہر ایک کے لئے سراپا رحمت ہیں تو گویا آپ ﷺ اس حدیث میں اشدأ علی الکفار رحماء بینھم کی تعلیم دے رہے ہیں۔ پہلے جملوں افشوا السلام و اطعموا الطعام میں رحماء بینھم کی تعلیم تھی اور آخر میں اضربوا الھام میں اشداء علی الکفار کی تعلیم ہے کہ عورتوں کی طرح کمزور اور بزدل بھی نہ ہو۔ وقت آنے پر دشمن کی گردن اڑا دو۔ واضربوا الھام میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سامنے سے مارو۔ پیچھے سے یا ادھر ادھر سے وار نہ کرو۔ کہ پیچھے سے آکر بزدلوں کی طرح۔ پیٹھ پر مار دیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ آمنے سامنے دست بدست دشمن پر وار کرو۔ جسمیں بزدلی بالکل نہ ہو۔ ہام تب ہوتا ہے کہ دو بدو دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس پر حملہ کر کے اس کے سر کو تن سے جدا کر دیا جائے۔ تم جنت کے وارث تب ہو گے جب تم میں یہ ساری صفات یعنی جہاد، سخاوت، ایثار، غریب سے ہمدردی، حسن اخلاق پیدا ہو جائیں تو پھر جنتی ہو جاؤ گے۔

جامعیت حدیث :- اطعموا الطعام میں معاشیات اور افشوا السلام میں حسن معاشرت و

حسن اخلاق کی طرف اشارہ ہے اور اضربوا الھام میں جہاد کی طرف اشارہ ہے۔

اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ، عبداللہ بن عمرؓ، حضرت انس بن مالکؓ، عبداللہ بن سلامؓ، عبدالرحمان بن عائشؓ، شریح بن ہانیؒ، عن ابیہ رضی اللہ عنھم سے بھی روایات مروی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے ابو ہریرہؓ کی سند ہے۔

رحمٰن کی عبادت کریں اس لئے کہ وہ تم پر رحم کرتا ہے اور تمہاری پرورش کرتا ہے۔

باب ماجأ فی فضل العشأ

رات کے کھانے کی فضیلت

حدثنا یحییٰ بن موسی ثنا محمد بن یعلیٰ الکوفی ثنا عنبسة بن عبدالرحمان القرشی عن عبدالملك بن علاف عن انس بن مالك قال قال رسول الله۔ تعشوا ولو بكف من حشف فان ترك العشاء مهرمة۔ هذا حديث منكر لانعرفه الا من هذا الوجه و عنبسة يضعف فی الحديث وعبدالملك بن علاف مجهول.

ترجمہ :- یحیٰ بن موسیٰ محمد بن یعلی الکوفی سے روایت کرتے ہیں کہ اور وہ عنبسہ بن عبدالرحمان القرشی سے اور وہ عبدالملک بن علاف سے اور وہ حضرت انس بن مالک اور آپؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ رات کو کھانا کھایا کرو اگرچہ ایک مٹھی ردی (ناقص) کھجور ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ رات کے کھانے کو ترک کرنا ہی بڑھاپا کاری ہوتا ہے۔

اس باب میں عشأ کے کھانے کی فضیلت بیان ہو رہی ہے کہ خالی پیٹ سونا ٹھیک نہیں ہے۔ کتنی حکمت کی بات ہے عشاء کے لئے ضروری نہیں کہ وہ عشاء کی اذان کے بعد کھایا جائے بلکہ زوال کے بعد، دو تین بجے یا اسکے بعد جس وقت بھی کھایا جائے تو عشا میں شمار ہوگا تو گویا طالب علم نے جب عصر یا مغرب یا دوپہر کے بعد کھانا لے لیا تو یہ عشا ہوا دوپہر سے پہلے کھانے کو عرف (معاشرہ) میں غدا کہا جاتا ہے اور انگریزی میں اسکولنچ کہتے ہیں۔ یعنی جس میں ناشتہ یا دوپہر کا کھانا داخل ہے۔ ظہر کے بعد کھانے کو عرب عشا کہتے ہیں انگریزی میں اسکوڈنر کہتے ہیں۔ عشاء اس خاص وقت یعنی زوال کے بعد کھانے کو کہا جاتا ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ جب عَشا اور عِشا دونوں حاضر ہو جائیں تو ابتدا عشا سے کریں 'عَشا اور عِشا میں یہی فرق ہے۔ اذا حضرا العشاء والعشاء

فابدء بالعشاء۔

آپ نے فرمایا کہ عشاء کے وقت کچھ کھایا کرو اگرچہ ایک مٹھی ردی کھجور یا چھوہارے ہی کیوں نہ ہوں۔ حشف ردی یعنی بے کار قسم کے چھوہاروں کو کہا جاتا ہے جیسے کہ آجکل منڈیوں میں گندم مکئی وغیرہ کے ڈھیر پڑے ہوتے ہیں جب اس سے اوپر اوپر کا حصہ فروخت کیا جائے تو باقی رہ جانے والے ناقص اور بے کار گندم، کھجور کو حشف کہا جائے گا۔

حشف اصل میں ردی قسم کی کھجور کو کہا جاتا ہے یعنی بے کار اور ردی قسم کی کھجور کیوں نہ ہو کچھ کھا کر سو جائیں اعلیٰ قسم کے کھانے، مرغ وغیرہ کھانے کی ضرورت نہیں جو مل جائے، چاہیے مطبخ کی سوکھی روٹی کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو یا کہیں سے چنے وغیرہ کھانے کو مل جائیں اسلیئے کہ عشاء کا کھانا نہ کھانا بڑھاپے کا سبب ہے یعنی تمہارے قویٰ کمزور ہو جائینگے یادداشت اور حافظہ متاثر ہو جائے گا کہ ہرم کا معنی پرانا ہونا ہے۔ مھرمة مبخلة کی طرح ہے جیسے مبخلة کہا جاتا ہے سبب بخل کو اور مھرمة سبب ہرم کو کہا جاتا ہے کہ جب آدمی سوتا ہے تو حرارت عریزی معدے کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے انسان کو ویسے سردی نہیں لگتی لیکن جب نیند آجاتی ہے تو سردی محسوس ہونے لگتی ہے اس لیے کہ حرارت غریزی معدے کی طرف متوجہ ہو چکی ہوتی ہے۔ تو بدن سرد ہو جاتا ہے جب معدہ کھانے کو ہضم کرنے کا کام شروع کرے اور معدہ بھرا ہو تو وہ حرارت ساری معدے کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے ہانڈی کی طرح کھانا پکتا ہے لہذا اس میں جب گوشت وغیرہ ہو تو وقت زیادہ لے گا اور ہنڈی میں بے کار چیز سبزی وغیرہ ہو اور اسکے نیچے اگر جلتی ہو وہ جل جاتی ہے جیسے قیامت کے دن جہنم شکایت کرے گی کہ ہم نے ایک دوسرے کو کھالیا۔ اشتکت النار الیٰ ربها فقال اکل بعضی بعضاً (الحدیث)

اسی طرح اگر معدہ میں کچھ بھی نہ ہو تو اس سے معدہ کو نقصان پہنچتا ہے، اسلئے کہ جب حرارت عزیزی معدے کی طرف متوجہ ہو جائے اور معدہ خالی ہو تو اس سے قویٰ اور اعصاب جسم کو سخت نقصان پہنچتا ہے اور معدہ خراب رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی طبی نقصان کی طرف آج سے چودہ سو سال پہلے اشارہ فرمایا ہے۔ اور حکماء واطباء بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ خالی پیٹ سو جانے سے طرح طرح کے عوارض و امراض پیدا ہوتے ہیں۔

-------()()()()------